خود نوشت

اردو ترجمہ
مولانا محمد حبیب اللہ مختار

الحمد لله

الحمدللہ کفی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ، اما بعد :

نام ونسب اور تعلیم

راقم الحروف محمد یوسف بن سید محمد زکریا بن میر مزمل شاہ بن میر احمد شاہ البنوری الحسینی کی ولادت بتاریخ: ۶ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ مطابق: ۱۹۰۸ء بروز جمعرات بوقت سحر پشاور کے مضافات کی ایک بستی میں ہوئی۔

سلسلۂ نسب نویں جدِ امجد عارف محقق حضرت سید آدم بن اسمٰعیل الحسینی الغزنوی البنوری المدنیؒ کی وساطت سے حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

قرآن کریم اپنے والد ماجد اور ماموں سے پڑھا' امیر حبیب اللہ خان کے دور میں افغانستان کے دارالحکومت کابل کے ایک مکتب میں صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں' اس دور کے مشہور استاذ شیخ حافظ عبداللہ بن خیراللہ پشاوری شہید (المتوفی ۱۳۴۰ھ) ہیں۔ فقہ، اصولِ فقہ، منطق، معانی وغیرہ مختلف فنون کی متوسط کتابیں پشاور اور کابل کے اساتذہ سے پڑھیں' ان میں اکابر حضرت مولانا عبدالقدیر افغانی لمقانی (جو جلال آباد افغانستان میں محکمہ شرعیہ کے قاضی مرافعہ تھے) اور شیخ محمد صالح قیلغوی افغانی وغیرہ ہیں۔

باقی ماندہ علوم وفنون، علم حدیث اور اصول حدیث کی کتابیں ۱۳۴۵ھ سے ۱۳۴۷ھ تک دارالعلوم دیوبند میں پڑھیں' دورۂ حدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں کیا' یہاں جن مشائخ سے استفادہ کیا ان میں سب سے بڑے شیخ محققِ عصر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ (جو پاکستان کے شیخ الاسلام اور "فتح الملہم شرح صحیح مسلم" کے مصنف ہیں) اور امام العصر، محدث کبیر، عالمِ شہیر، شیخ محمد انور الکشمیری ثم الدیوبندی رحمہ اللہ ہیں' خصوصاً امام العصر رحمہ اللہ سے انتہائی استفادہ کیا' انہی سے تخرج حاصل کیا اور ایک سال سے زیادہ عرصہ تک شب وروز ان کا خادم خاص رہا۔

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے فراغت کے بعد ۱۹۳۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایک ماہ میں پرائیویٹ تیاری کر کے مولوی فاضل کا امتحان دیا اور سند حاصل کی۔

دینی وملی خدمات

چار سال پشاور میں جمعیۃ العلماء کے پلیٹ فارم پر دینی وسیاسی خدمات انجام دیتا رہا‘ آخر میں جمعیۃ العلماء پشاور کا صدر رہا۔

(چونکہ شیخ انور رحمہ اللہ سے خصوصی استفادہ کیا‘ اس لئے) اسی نسبت وتعلق کی بناء پر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں تدریس کے لئے تقرر ہوا اور بالآخر وہاں کا شیخ الحدیث وصدر مدرس بنا‘ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کی مجلس علمی کا رکن بھی منتخب کیا گیا۔

۱۹۳۷ء میں مجلس علمی نے اپنی کتابوں (فیض الباری اور نصب الرایہ) کی طباعت کے لئے مجھے مصر بھیجا اور مجلس ہی کی طرف سے مصر کے علاوہ یونان، ترکی، حجازِ مقدس کا سفر بھی ہوا‘ مجلس کی مفوضہ علمی خدمت کو بحسن و خوبی انجام دیا‘ اور اس سلسلہ میں چودہ مہینے ملک سے باہر رہا۔

جمعیۃ العلماء ہند گجرات وضلع بمبئی کا صدر بھی رہا اور بمبئی اوقاف کمیٹی کا ممبر بھی۔

۱۳۵۷ھ مطابق ۱۹۳۸ء میں قاہرہ میں منعقد ہونے والی مؤتمر فلسطین میں مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ کا مساعد رہا‘ چونکہ مفتی صاحب رحمہ اللہ صاحبِ فراش تھے‘ اس لئے دوران کانفرنس جتنے پروگرام ہوئے اور جو بیانات وغیرہ اخبارات میں شائع ہوئے‘ سب میرے قلم سے نکلے۔

دارالعلوم دیوبند سے پیشکش

قیامِ ڈابھیل کے دوران دارالعلوم دیوبند کے طبقۂ علیا کی مدرسی کی پیشکش بار بار کی گئی‘ نیز دارالعلوم دیوبند میں منصبِ افتاء کے لئے شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا حسین احمد مدنی رحمہما اللہ اور قاری محمد طیب صاحب تینوں حضرات نے اصرار فرمایا‘ مگر قبول کرنے سے معذرت کردی‘ جامعہ احمدیہ بھوپال کے لئے علامہ سید سلیمان ندوی نے بھی دعوت دی مگر اسے بھی قبول نہیں کیا۔

پاکستان آمد

بعض مشاہیر کے اصرار پر جنوری ۱۹۵۱ء میں ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان پہنچا اور دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار (حیدرآباد سندھ) میں شیخ التفسیر کے منصب پر تقرر ہوا‘ وہاں تین برس کام کیا۔ پھر وہاں سے

مستعفی ہوکر کراچی چلا آیا اور یہاں اپنے بعض مخلص اکابر علماء کی رفاقت سے فارغ التحصیل حضرات کی تربیت کے لئے ایک علمی ادارہ قائم کیا۔

اسفار

راقم الحروف کو حرمین شریفین کے سفرِ مقدس کا شرف بارہا حاصل ہوا' ۱۹۳۷ء میں قاہرہ کا سفر ہوا' جہاں تقریباً ایک سال قیام رہا' اسی طرح عراق، مصر، لیبیا، اردن، شام، بیروت، ایران، افغانستان، ترکی، یونان وغیرہ کے اسفار بھی کئے۔

تصنیفات

بندہ کی تصنیفات یہ ہیں:

۱-بغية الأريب فى احكام القبلة والمحاريب: جو قاہرہ سے ۱۳۵۷ھ میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔

۲- نفحة العنبر فى حياة امام العصر الشيخ محمد انور: جو دہلی سے ۱۳۵۳ھ میں طبع ہوئی۔

۳- يتمية البيان (جو دراصل امام العصر مولانا الشیخ محمد انور شاہ رحمہ اللہ کی تصنیف ''مشکلات القرآن'' کا مقدمہ ہے) دہلی سے ۱۹۳۶ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔

۴-معارف السنن شرح جامع الترمذى: نہایت جامع شرح ہے' ابتداء کتاب سے کتاب المناسک کا اختتام چھ ضخیم جلدوں میں ہوا ہے۔

متعدد کتابوں پر مقدمے بھی لکھے جن میں اہم یہ ہیں:

۱-مقدمۂ فيض البارى شرح صحيح البخارى۔

۲- مقدمۂ نصب الراية لتخريج احاديث الهداية۔

۳۔مقدمۂ مقالات کوثری: تینوں کتابیں مصر سے طبع ہو چکی ہیں۔

۴۔ مقدمۂ عقيدة الاسلام: نزل اهل الاسلام بنزول عيسىٰ عليه السلام۔

۵- مقدمۂ عبقات للشاه اسماعيل الشهيد رحمه الله۔

۶ -مقدمه اكفار الملحدين فى ضروريات الدين. لامام العصر الكشميرى رحمه الله۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی مقدمات ہیں جن میں سب سے ضخیم اور قیمتی مقدمہ معارف السنن ''عوارف المنن'' ہے جو سردست غیر مطبوعہ ہے۔

علاوہ ازیں بعض کتابوں پر تقریظیں بھی تحریر کی ہیں، جن میں سے شیخ رضوان محمد رضوان کی کتاب فہارس البخاری الکبیر پر تقریظ بھی ہے۔ علاوہ ازیں راقم الحروف کے مختلف علمی موضوعات اور مسائل پر تحقیقی نوٹ بھی ہیں۔ (۱)

شعروسخن

عربی میں اہلِ علم کے انداز پر کلام (اشعار) کا مجموعہ بھی ہے، جن میں بعض اشعار بہت عمدہ سمجھے گئے ہیں، نبی کریم ﷺ کی مدح میں دو قصیدے ہیں، جن میں سے ایک قصیدہ فائیہ ہے جو "شذرات الادب فی مدیح سید العجم و العرب" کے نام سے قاہرہ کے ہفت روزہ "الاسلام" کی اسراء و معراج پر خصوصی اشاعت میں ۱۳۵۷ھ۔ مطابق ۱۹۳۸ء میں شائع ہو چکا ہے، جس پر اہلِ فن اور اہلِ زبان نے خوب داد دی تھی اور اسے بہت پسند کیا تھا۔

اساتذہ

اسفار کے دوران بڑے بڑے علماء واعیان سے ملاقاتیں ہوئیں اور ان سے اجازتِ حدیث بھی حاصل کی، ان میں سے چند حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں:

محقق کبیر شیخ علامہ محمد زاہد الکوثری، عالم کبیر شیخ خلیل الخالدی المقدسی، محدث جلیل شیخ عمر بن حمدان المحرسی المالکی المغربی، استاذ کبیر شیخ محمد بن حبیب اللہ بن مایابی الجکنی الشنقیطی (کلیہ اصول الدین مصر کے استاذ حدیث) اور محدثہ شیخ امۃ اللہ بنت شاہ عبدالغنی المجددی محدث دہلوی ثم مدنی وغیرہ ہیں۔

تلامذہ

بلادِ حرمین میں مجھ سے بہت سے علماء نے اجازتِ حدیث لی ہے، جن میں سے بعض حضرات کے نام یہ ہیں:

شیخ علاء بن عبید الرحمٰن الصنیع (مکہ مکرمہ کے ادارۂ ہیئۃ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر کے سربراہ) محدث شیخ حسن المشاط (مکہ مکرمہ کے مدرسہ صولتیہ کے مدرس) محترم بزرگ شیخ ابراہیم ختنی مقیم مدینہ منورہ، شیخ عبدالعزیز عیون السود حمصی شامی، شیخ علی محمد مراد حموی اور عالم جلیل شیخ عبدالفتاح ابوغدہ، وغیرہ۔

ان پچیس سالوں (۲) میں مختلف فنون اور حدیث وغیرہ کی بہت سی کتابیں زیرِ درس رہی ہیں، جن کو خوب تحقیق وتدقیق کے ساتھ پڑھایا، خصوصاً سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن نسائی، ابن ماجہ،

(۱)...... انشاء اللہ تعالیٰ حضرت رحمہ اللہ کا مجموعۂ افادات عنقریب شائع ہوگا۔ (مترجم)

(۲)... یہ تحریر ۱۹۶۴ء کی ہے۔ (مترجم)

مؤطا مالک، مؤطا محمد، مقدمہ ابن صلاح وغیرہ، علم ادب کی کتابوں میں سے مقامات بدیع الزماں الہمذانی، مقامات حریری، مقامات زمخشری، سبع معلقات، ہمزیہ بوصیری، دیوانِ حماسہ وغیرہ۔

مدرسہ عربیہ اسلامیہ کی تاسیس

جب دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہ یار سے قطع تعلق کیا تو کراچی سے پشاور تک پاکستان کے دس بارہ سے زیادہ علمی اداروں نے صدر مدرس وغیرہ کے منصب پیش کئے، لیکن کسی کو قبول نہ کیا اور باقی ماندہ تھوڑی سی عمر ادھر اُدھر ضائع کرنے اور نئے تجربات کرنے کے بجائے یہی مناسب سمجھا کہ سابقہ تجارب کی روشنی میں اپنے انداز کا دینی مدرسہ قائم کیا جائے اور وہاں اپنے طویل تعلیمی تجربہ کی روشنی میں طلبہ کی تعلیم وتربیت کا ایک خاص نظام رائج کیا جائے جو نسل جدید کے لئے مفید ہو، لیکن ایسی عظیم الشان مہم کے لئے۔

اولاً: اونچے درجے کے اخلاص کی حاجت۔ ثانیاً: ہمت بلند کی ضرورت۔

ثالثاً: جہدِ مسلسل اور صبر واستقامت درکار۔

رابعاً: رفقاء کے روحانی ومادی تعاون کی احتیاج۔ مجھے احساس تھا کہ مجھے یہ چیزیں میسر نہیں اور ان کے بغیر کسی کام کی ابتداء خوابوں کی دنیا بسانے اور ٹھنڈے لوہے پر چوٹ لگانے کے مترادف ہے۔

﴿وأنی لهم التناوش من مكان بعيد﴾

لہٰذا میں نے مناسب سمجھا کہ حرمین شریفین کا سفر کروں، حج وزیارت کی سعادت حاصل کروں اور حج و زیارت کو ایسے کام کی توفیق کا ذریعہ بناؤں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کو محبوب ہو اور وہاں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کروں کہ میرے دل میں وہ کام ڈالے جو دین وعلم کی خدمت کے سلسلہ میں میرے مناسبِ حال ہو۔

چنانچہ بروز جمعہ ۴ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ کو ہوائی جہاز سے بصرہ گیا اور وہاں سے عراقی طیارہ سے جدہ اترا اور مکہ مکرمہ پہنچا۔ ان مقدس مقامات میں قبولیت دعا کے لئے خصوصی مقامات ومبارک اوقات اور خاص کیفیت کی گھڑیوں میں اس مقصد وحید کے لئے خوب دعائیں مانگتا رہا۔ مکہ مکرمہ میں بیس روز گذار کر زیارت روضۂ نبوی (علی صاحبہا الصلاۃ والسلام) کی غرض سے مدینہ منورہ روانہ ہوا۔ وہاں بتیس دن قیام رہا اور استخارہ واستشارہ کے بعد پختہ ارادہ کرلیا کہ دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہ یار سے مستعفی ہوکر نئے مدرسہ کی بنیاد ڈالوں گا اور اسے ایک خاص نہج پر پہنچاؤں گا۔

پاکستان واپس پہنچا تو حیران تھا کہ کیا کروں اور کیسے کروں؟ تقریباً سال بھر اسی شش وپنج میں گزرا۔ اسی اثناء میں ایک صاحبِ ثروت حاجی یوسف سیٹھی (جنہوں نے اپنی دولت قرآن کریم اور دینی تعلیم عام کرنے کے لئے

وقف کر رکھی تھی) آئے اور تقریباً پچیس ہزار روپے مجھے پیش کرنا چاہے (جو میرے اور مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری کے لئے تقریباً پانچ سال کے مشاہرہ کے لئے کافی ہوتے) تاکہ ہم نئے مدرسہ کا افتتاح کردیں، لیکن میں نے یہ کہہ کر وہ خطیر رقم واپس کردی کہ میں متعدد وجوہ کی بناء پر مدرسہ کی بنیاد رکھنے سے قبل کسی قسم کی امداد و معاونت قبول نہیں کرسکتا۔ ہاں مدرسہ کے افتتاح کے بعد جو معاونت ہوگی شکریہ کے ساتھ قبول کی جائے گی، لیکن میں جتنا انکار کرتا رہا وہ اتنا ہی اصرار کرتے رہے، تاہم میں نے اس معاونت کو قبول کرنے سے قطعی انکار کردیا۔

بعد ازاں اپنے ایک دوست کی رفاقت میں مدرسہ کھولنے کا ارادہ کیا، اس سلسلہ میں بعض ان حضرات کی معرفت جو حکومت میں اثر رکھتے تھے، حکومت سے مطالبہ کیا کہ مدرسہ کی تعمیر کے لئے ہمیں کوئی جگہ دی جائے۔ حکومت نے کراچی شہر سے تقریباً آٹھ میل کے فاصلہ پر شمال مغرب میں ''حب ندی'' کے قریب ''لال جیوہ'' نامی مقام پر دس ایکڑ زمین دینے پر رضامندی ظاہر کردی، مادی وسائل کی قلت، حصولِ کتب، طلبہ کے وظائف، مدرسین حضرات کی تنخواہیں وغیرہ کی درپیش مشکلات کے سبب ابھی میں تردد ہی میں تھا کہ اس جگہ کام شروع کروں یا نہیں کہ اخبارات میں میری طرف سے یہ اعلان شائع ہوگیا کہ دینی مدارس کے فارغ التحصیل طلباء کے لئے تخصص و تکمیل کے درجہ کے لئے ایک مرکز کا افتتاح کیا جارہا ہے جس کا طرزِ تعلیم اور نصاب تعلیم یہ ہوگا۔

۱- مشکلات قرآن کی تعلیم۔

۲- مشکلات حدیث کا درس۔

۳- فقہاء کے مذاہب کا مقارنہ ابن رشد کی کتاب بدایۃ المجتہد کے طرز پر۔

۴- مقدمہ ابن خلدون کی تعلیم۔

۵- حکیم الہند شاہ ولی اللہ دہلوی کی ''حجۃ اللہ البالغہ'' کا پہلا جز۔

۶- تاریخ ادب عربی کے سلسلہ میں ''تاریخ ادب عربی'' اور ''الوسیط''۔

۷- تحریر و انشاء اور عربی لکھنے بولنے کی مشق اور اس کے لئے موضوع سے متعلق کتابوں کا یاد کرنا۔ مثلاً ابن الأجدابی کی ''كفاية المتحفظ'' أسکافی کی ''مبادئ اللغة العربية'' ہمدانی کی ''الألفاظ الكتابيه'' أبومنصور ثعالبی کی ''فقه اللغة'' وغیرہ۔

یہ اعلان ہوتے ہی درس بارہ فارغ التحصیل طلباء میرے پاس پہنچ گئے، جن میں دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے فضلاء بھی تھے، اکثریت ان طلبہ کی تھی جو پاکستان کے مدارس سے سند یافتہ تھے۔ اب میں طلبہ کے لئے کتابیں خریدنے اور ان کو وظیفہ دینے پر مجبور تھا۔ اس وقت میرے پاس میرے ایک فاضل دوست کے بارہ سو روپے امانت تھے۔ میں نے وہ قرض لے کر ضروری کتابیں جو میسر آسکتی تھیں خرید لیں۔

جس رفیق کے ساتھ مل کر میں نے اس کام کو شروع کیا تھا' وہ اپنے مخلص احباب و رفقاء سے چندہ وغیرہ جمع کرنے لگے اور میں نے عملی کام شروع کر دیا' ساتھ ہی اپنے احباب کو طلبہ کی معاونت اور ضروری اسباب مہیا کرنے کی طرف متوجہ کرتا رہا' لیکن جلد ہی مجھے احساس ہوا کہ میں اپنے اس رفیق کے ساتھ رہتے ہوئے صحیح کام نہیں کر سکتا، اور طلبہ کی جس طرح دینی و علمی، اخلاقی و عملی تربیت کرنا چاہتا ہوں وہ ان کے ساتھ رہتے ہوئے نہیں ہو سکتی' میرا ذوق اور خیالات ان صاحب سے مختلف تھے' ساتھ ہی کچھ اور حوادث اور تکلیف دہ واقعات بھی پیش آئے جن کا تذکرہ بے سود ہے۔ مجھے امید ہے کہ خدا مجھے اس کا صلہ آخرت میں دے گا۔

اس صورت حال کے پیش نظر میں ان سے قطع تعلق کرنے اور اس جگہ کو چھوڑنے پر مجبور ہو گیا اور اب میں نے یہ کوشش کی کہ کوئی مناسب جگہ دیکھ کر وہاں کام شروع کروں اور اپنے طرز کا مدرسہ کھولوں' اس کام کے لئے جامع مسجد نیوٹاؤن، جس کی تعمیر ابھی شروع ہی ہوئی تھی مجھے پسند آئی' جامع مسجد کے ساتھ ہی ایک ٹکڑا فارغ پڑا تھا' منتظمین مسجد کا خیال تھا کہ جامع مسجد کی تعمیر سے فراغت کے بعد کبھی خدا نے موقع دیا تو وہاں پر مدرسہ بنائیں گے۔ میں نے مسجد کے سیکریٹری جناب محمد سلیم صدیقی لکھنوی اور خزانچی حاجی محمد یعقوب کالیہ رحمۃ اللہ علیہ کو پیشکش کی کہ جس مدرسہ کو وہ ایک مدت کے بعد بنانا چاہتے ہیں اس کو میرے حوالے کر دیں اور میں نے صاف الفاظ میں انہیں بتلا دیا کہ میں آپ حضرات سے کسی قسم کی معاونت کا خواہاں نہ ہوں گا، نہ تعمیر کے سلسلہ میں' نہ کتابوں اور طلبہ کے وظائف وغیرہ کے سلسلہ میں' آپ حضرات صرف اتنا احسان کریں کہ اس فارغ قطعۂ اراضی سے مجھے فائدہ اٹھانے کی اجازت دے دیں' کمیٹی میں اس وقت مخلص قسم کے تاجر پیشہ لوگ تھے' جن میں حاجی وجیہ الدین دہلوی رحمہ اللہ جیسے سمجھدار، تجربہ کار، مخلص اور نیک لوگ موجود تھے' جنہوں نے مسجد کی تعمیر اور دینی مدرسہ اور دارالمطالعہ کے قیام کے لئے حکومت سے تین سال مقدمہ لڑ کر یہ زمین حاصل کی تھی' کمیٹی کے سب ارکین نے متفقہ طور پر مدرسہ کا انتظام وانصرام اور دیگر تمام معاملات میرے سپرد کر دیئے۔

جب میں اس جامع مسجد میں پہنچا تو ابھی اس کا سنگ بنیاد ہی رکھا گیا تھا' وہاں وضو خانہ تھا نہ استنجا خانہ' رہنے کا مکان تھا نہ رہنے کے قابل کوئی جگہ' نہ ضروریاتِ زندگی کا کوئی وجود تھا' ادھر میں بالکل خالی ہاتھ تھا' میرے پاس کچھ بھی نہ تھا' مجبوراً مجھے ایک تاجر حاجی علیم الدین صاحب جے پوری سے تین سو روپے قرض لینا پڑے اور ان میں سے تیس روپیہ فی طالب علم کے حساب سے طلبہ کو ایک ماہ کا وظیفہ تقسیم کر دیا' اس طرح سے ۱۹۵۴ء میں مدرسہ عربیہ اسلامیہ کی بنیاد رکھی گئی اور یوں کام کی ابتداء محض اللہ جل شانہ کے توکل اور بھروسہ پر ہوئی اور خدا کا شکر ہے کہ اس دینی و علمی کام میں خدا کا بھروسہ و اعتماد پر کام شروع کر کے مجھے اللہ کے متوکل بندوں سے مشابہت کا موقعہ میسر آ گیا' اگرچہ میں ان میں سے ہوں نہیں۔

یہ تھی ابتداء کار' اس راستہ میں جو مصائب و آلام، تکالیف اور مشقتیں اٹھانا پڑیں اور افکار کے جن پگھلا دینے والے ہجوم سے گزرنا پڑا اس کا تذکرہ بے معنی ہے' خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھ جیسے کمزور شخص کو توفیق و استقامت بخشی، فله الحمد كما ينبغي لجلال وجهه وعظيم كبريائه وكبير منته وآلائه.

خدا کا شکر ہے کہ اس نے اس مدرسہ کو اس کی نوعمری اور ابتداء ہی میں تعلیم و تربیت کی حسن و خوبی اور نظم و نسق کی عمدگی وغیرہ میں دوسرے مدارس و معاہد سے ممتاز کر دیا اور ابھی اس پر بیس [1] سال بھی نہ گزرے تھے کہ اس کے پاس عظیم الشان قیمتی کتب خانہ جس میں علوم و فنون کی کئی ہزار درسی و غیر درسی کتابوں کا ذخیرہ جمع ہو گیا۔ جن کی قیمت کئی لاکھ روپے سے زیادہ ہے۔

مدرسہ میں سر دست مندرجہ ذیل شعبہ جات کام کر رہے ہیں:

۱- درجہ حفظ و تجوید قرآن کریم، جس میں اس وقت سو سے زیادہ بچے پڑھتے ہیں۔ [۲]

۲- مکتب و ناظرہ، جس میں تقریباً پچاس بچے پڑھتے ہیں۔ [۳]

۳- درجہ اعدادی، جس میں عربی زبان، اردو لکھنا پڑھنا اور فارسی کی تعلیم دی جاتی ہے' تقریباً پچاس بچے داخل ہیں۔

۴- درجہ ثانویہ۔

۵- درجہ عالیہ۔

۶- درجہ تخصص فی الحدیث۔ اس میں حدیث اور اس سے متعلق علوم: اسماء الرجال، اصولِ حدیث، جرح و تعدیل، حدیثی مشکلات وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے' اس درجہ کے لئے طلبہ کے انتخاب کا طریقہ کار یہ ہے کہ وفاق المدارس العربیۃ الاسلامیہ کے دورہ کے امتحان میں شریک ہونے والے پانچ چھ سو طلباء میں سے جو طلباء اول درجہ میں کامیاب ہوتے ہیں ان میں سے پانچ طلبہ کو منتخب کر لیا جاتا ہے۔ یہ طلباء اپنے مشرف و نگران (جو اس فن میں ماہر و علامہ ہوتے ہیں) کی زیر نگرانی مقررہ نصاب کی کتابیں مطالعہ کرتے ہیں۔ چنانچہ صرف اصولِ حدیث میں دس کتابیں مطالعہ کرائی جاتی ہیں۔ حاکم کی ''علوم الحدیث'' خطیب کی ''الکفایۃ'' ابن الصلاح کی ''علوم الحدیث'' (یعنی مقدمہ ابن الصلاح) سیوطی کی تدریب الراوی، جزائری کی توجیہ النظر وغیرہ وغیرہ۔ ان کتابوں کے مطالعہ کے لئے طلبہ کو صرف تین ماہ کا عرصہ دیا جاتا ہے اور سہ ماہی پر ان کا امتحان لیا جاتا ہے۔

---

(۱)...... خودنوشت سوانح کا یہ حصہ بعد میں لکھا گیا ہے۔ (مختار)

(۲)...... اس وقت درجہ حفظ میں ایک سو باسٹھ (۱۶۲) ملکی و غیر ملکی بچے حفظ قرآن پاک میں مشغول ہیں۔ (مختار)

(۳)...... اس وقت ایک سو پچاس (۱۵۰) بچے زیر تعلیم ہیں۔ (مختار)

پھر دوسری سہ ماہی میں اسماء الرجال کی کتابیں مطالعہ کرتے ہیں، جن میں: تہذیب التہذیب، میزان الاعتدال، لسان المیزان وغیرہ شامل ہیں۔ ان کتب میں بھی امتحان لیا جاتا ہے، پھر ان سے حدیث کی شروح: ''فتح الباری''، ''مکمل اور''عمدۃ القاری'' کے کچھ اجزاء کا مطالعہ کرایا جاتا ہے، اس میں امتحان ہوتا ہے اور آخر میں انہیں حدیث وعلم حدیث سے متعلق کوئی موضوع دے دیا جاتا ہے، جس پر مقالہ لکھ کر پیش کرتے ہیں اور حسبِ مقالہ تخصص فی الحدیث کی سند دی جاتی ہے۔

۷- درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی بھی درجہ تخصص فی الحدیث کے طرز پر قائم ہے۔ جس میں: ''بدائع صنائع''، ''ردالمختار''، ''جامع الفصولین''، ''شرح الاشباہ والنظائر'' جیسی اہم کتابیں مطالعہ کرائی جاتی ہیں۔ ساتھ ہی قضاء وافتاء کی تربیت بھی دی جاتی ہے اور پیش آمدہ مسائل وحالات پر مقالات لکھوائے جاتے ہیں۔ مقالہ پر حسبِ درجہ سند دی جاتی ہے۔

۸- ارادہ ہے کہ گنجائش اور حالات کو دیکھتے ہوئے آئندہ کچھ اور تخصصات شروع کئے جائیں۔ مثلاً:

الف...... **تخصص فی علوم القرآن و مشکلاتہ۔**

ب...... **تخصص فی علم الکلام و التوحید و الفلسفۃ۔**

ج...... **تخصص فی الادب و اللغۃ۔**

د...... **تخصص فی التاریخ الاسلامی۔**

ہ...... **التخصص فی العلوم العصریۃ من الاقتصادو المعیشۃ و السیاسۃ و الاجتماع و علوم الطبیعۃ الحدیثۃ۔**

خدا سے دعا ہے کہ توفیق وہمت دے۔

۹- ارادہ ہے کہ جلد ہی تخصص دعوت وارشاد کا شعبہ قائم کر دیا جائے۔ (۱) جس میں دیگر کتب کے علاوہ انگریزی کی بھی تعلیم دی جائے گی۔

۱۰۔ دارالافتاء: جس میں چار مفتیان کرام کام کرتے ہیں، ملک کے گوشوں سے آنے والے فتاویٰ کے علاوہ اطرافِ عالم سے آنے والے فتاویٰ کے جوابات باقاعدہ دیئے جاتے ہیں۔

۱۱۔ شعبۂ بینات: ماہنامہ بینات کراچی کے نام سے ایک مجلّہ جاری ہے، جس نے دین اسلام کی مدافعت اور ہر قسم کے الحاد وزندقہ کے مقابلہ میں اپنے آپ کو واقعی ''بینات'' ثابت کر دکھایا ہے۔

(۱)...... یہ شعبہ حضرت شیخ قدس سرہ کی حیات میں ۱۹۷۴ء میں قائم ہو چکا تھا اور الحمد للہ بحسن وخوبی فارغ التحصیل طلباء کی تربیت میں مصروف ہے۔ (مختار)

مدرسہ میں طلبہ کی ضروریات کے لئے درج ذیل چیزیں موجود ہیں:
مطبخ، کھانے کا مطعم، ٹھنڈے پانی کے کولر، صاف ستھرے کمرے، بیماروں کے لئے علاج کی سہولت، بوقتِ ضرورت ان کو اسپتال میں داخل کرنا، ناشتہ کے لئے ماہوار وظیفہ۔ یہ سب چیزیں اس مدرسہ کی خصوصیات ہیں۔

مدرسہ کے تمام اخراجات ملک کے مخلص حضرات کی اعانت سے پورے ہوتے ہیں، جن کے لئے نہ اخبارات میں اعلان ہوتا ہے، نہ چندہ کی اپیل، نہ سالانہ جلسوں کا انعقاد، نہ سفراء بھیجے جاتے ہیں، نہ حکومت سے امداد اور اوقاف سے معاونت طلب کی جاتی ہے، الحمدللہ! تمام ضروریات پوری ہو رہی ہیں، اس لئے کہ ہمارا بھروسہ خدا کی ذات پر ہے اور خزانے اس کے دستِ قدرت میں ہیں اور لوگوں کے دل اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں، ہم خدا پر بھروسہ کرتے ہیں، وہ صاحبِ ثروت نیک وصالح بندوں کے دلوں کو مدرسہ کی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور وہ اسی طرح دیتے ہیں کہ بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے کہ دائیں نے کیا دیا ہے۔

اللہ کے فضل وکرم سے مدرسہ کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱- اساتذہ و مدرسین کی تنخواہیں صرف عطیات اور غیر زکوٰۃ کے فنڈ سے دی جاتی ہیں، زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ اس میں ہرگز نہیں لگائے جاتے۔

۲- زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ صرف غریب طلباء میں تقسیم کئے جاتے ہیں، ان سے کسی صورت میں تنخواہوں کے لئے قرض بھی نہیں لیا جاتا، حیلۂ تملیک کے نام سے جو فقہی حیلہ ہمارے پاکستان کے مدارس میں عام طور پر رائج ہے، ہم نے بالکلیہ ختم کر دیا ہے۔

۳- ہر کام کے لئے ہم نے خاص فنڈ رکھا ہے، اس کام پر اسی فنڈ کے پیسے کو لگایا جاتا ہے، چنانچہ تعمیرات کے لئے جو پیسہ آئے گا وہ اسی میں خرچ ہوگا، جو پیسہ کتابیں خریدنے کے لئے لیا جائے، اسے صرف کتابیں خریدنے پر، لحاف، گدے، لباس و پوشاک کے پیسے صرف اسی کام میں، بجلی، پنکھے وغیرہ کے لئے آمدہ پیسے صرف بجلی، پنکھے پر ہی خرچ ہوں گے، ایک فنڈ کا پیسہ دوسرے فنڈ میں خرچ نہیں کیا جائے گا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ان خصوصیات پر ثابت قدم رہنے کی توفیق بخشی۔ امید ہے کہ مدرسہ تاحیات اس پر عامل رہے گا۔ خدا سے دعا ہے کہ ہمیں اس پر دائم وقائم رکھے۔ یہ خدا تعالیٰ کا اتنا بڑا انعام ہے کہ جس کا زبان سے شکریہ ادا نہیں ہوسکتا، ذلک فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لایشکرون.

مدرسہ عربیہ اسلامیہ اس وقت مغربی ومشرقی پاکستان (۱) کی ممتاز دینی درس گاہ ہے اور میں بحیثیت

(۱) اس وقت مشرقی پاکستان ''بنگلہ دیش'' میں تبدیل نہیں ہوا تھا۔ (مختار)

مدیر اور شیخ الحدیث کے خدمات انجام دے رہا ہوں۔

اس درمیان کراچی یونیورسٹی کی طرف سے انتخاب اساتذہ کمیٹی کا رکن رہا' جس کے کل تین ممبر ہوتے ہیں' اپنے مشاغل کی وجہ سے معذور تھا' اس لئے ایک سال بعد استعفیٰ پیش کیا' مگر اب تک منظور نہیں ہوا۔ قاہرہ کی مجمع البحوث الاسلامیہ کی کانفرنس میں شرکت کرتا رہا۔ جمہوریہ سوریہ کی اکیڈمی ''**المجمع العلمی العربی**'' کا پاکستان کی طرف سے ممبر ہوں۔ اسی طرح مجمع البحوث الاسلامیہ کا رکن اور مجلس علمی کراچی کا اعزازی نگرانِ اعلیٰ ہوں۔ تقریباً اڑتیس (۱) سال سے تدریسی خدمات میں مشغول ہوں۔ الحمدللہ! ہر سال ''صحیح بخاری'' زیرِ درس رہتی ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کا امیر ہوں (۲) اور فتنہ قادیانیت اور اس کے علاوہ دوسرے فتنوں (فتنہ پرویزیت و ڈاکٹر فضل الرحمٰن وغیرہ) کی مکافحت واستیصال اور اسلام کی طرف سے مدافعت کا اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے بہترین موقعہ دیا ہے۔

فله الحمد الجزيل والشكر العزيز، وصلى الله على خير خلقه سيدنا محمد وآله وصحبه وبارك وسلم.

(۱)......خودنوشت سوانح کا یہ حصہ اب سے تیرہ چودہ سال قبل حضرت رحمہ اللہ کی کاپی میں مترجم کے قلم سے لکھا ہوا ہے۔ اس لحاظ سے اڑتیس سال کی مدت تحریر ہے۔ (مختار)

(۲)......خودنوشت سوانح کا یہ حصہ ۲۴/۱/۱۳۹۶ھ مطابق ۲۷/۱/۱۹۷۶ء کو لکھا گیا۔ (مختار)